13464-اولاد پر کتنا خرچہ کرنا واجب ہے اور اس کی حد کیا ہے ؟

سوال

اولاد پر خرچہ کا کیا حکم ہے اور خرچہ کی حد کیا ہے ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ

اما بعد :

علماء کرام کا اس پر اتفاق ہے کہ چھوٹے بچے جن کے پاس مال نہ ہو اس وقت تک ان کا نفقہ وخرچہ والد کے ذمہ ہے جب تک وہ بالغ نہیں ہوجاتے ۔

ابن منذر رحمہ اللہ تعالی عنہ کہتے ہیں :

ہمیں اہل علم میں سے جتنے بھی یاد ہیں ان سب کا اس پر اجماع ہے کہ ان بچوں کا خرچہ جن کے پال مال نہیں والد کے ذمہ ہے ، اور اس لیے بھی کہ اولادہ انسان کا ایک حصہ ہے اور والد کے جگر کا ٹکڑا ہے ۔

لھذا جس طرح اس کا اپنے آپ اور گھر والوں پر خرچہ کرنا واجب ہے اسی طرح اپنے بعض یعنی اولاد اور اپنی اصل یعنی ماں باپ پر خرچ کرنا بھی واجب ہے ۔ دیکھیں المغنی (8 /171) ۔

بچوں پر خرچہ کرنے میں کتاب وسنت اور اجماع دلیل اور اصل ہے ۔

کتاب اللہ کے دلائل :

اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے :

.{اگر تمہارے کہنے سے وہی دودھ پلائیں تو تم انہیں ان کی اجرت دے دو}. الطلاق (6) ۔

اس آیت میں اللہ تعالی نے رضاعت کی اجرت والد کے ذمہ واجب کی ہے

اورایک دوسرے مقام پر اللہ تعالی کا فرمان ہے :

{اور جن کے بچے ہیں ان کے ذمہ ان کا روٹی کپڑا ہے جو دستور کے مطابق ہے} البقرۃ (233) ۔

سنت نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دلیل :

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ھندرضی اللہ تعالی عنہا کوفرمایا :

{جتنا تمہیں اور تمہارے اولاد کو اچھے طریقے سے کفایت کرے وہ لے لیا کرو} صحیح بخاری حدیث نمبر (5364) صحیح مسلم حدیث نمبر (1714) ۔

اوراجماع کی دلیل اوپر بیان کی جا چکی ہے ۔

علماء کرام کا اس پر بھی اتفاق ہے کہ چھوٹے بڑے بچوں کا خرچہ اس وقت تک والد کے ذمہ ہے جب تک وہ مستغنی نہیں ہو جاتے ۔

علماء کرام اس پر متفق ہیں کہ والد پر اس بیٹے کا کوئی خرچہ لازم نہیں جس کے پاس مال ہو اور وہ مستغنی ہو اگرچہ وہ عمر میں چھوٹا ہی کیوں نہ ہو ۔

اوراس پر بھی متفق ہیں کہ بیٹا جب بالغ ہوجائے اور کمانے پر قادر ہو تو والد پر اس کا خرچہ لازم نہیں ۔

علماء کرام کا اس میں اختلاف ہے کہ اگر بیٹا فقیر اور بالغ ہو لیکن کمانے کی قدرت نہ رکھے تو اکثر علماء کرام کا خیال ہے کہ والد کے ذمہ اس کا خرچہ نہیں اس لیے کہ وہ کمائی کرنے کی قدرت وطاقت رکھتا ہے ۔

اور کچھ علماء کرام کا کہنا ہے کہ بیٹا اگر فقیر اور بالغ ہو چا ہے وہ کمانے کی قدرت وطاقت رکھے والد پر اسکا خرچہ واجب ہے ۔

اس میں وہ دلیل نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرمان لیتے ہیں :

(نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ھند رضی اللہ تعالی عنہ کو فرمایا تھا : اپنے اور اپنے بچوں کی کفایت جتنا مال لے لیا کرو) ۔

تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فرمان میں بالغ اور صحیح کو مستثنی نہیں کیا،

اور اس لیے کہ وہ بیٹا فقیر ہے جس کی بنا پر وہ خرچہ کا مستحق ہے کہ غنی والد اس پر خرچہ کرے جیسا کہ اگر بیٹا اندھا ہو یا مستقل مریض ہو۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالی سے پوچھا گیا :

والد غنی اور مالدار اور اس کا بیٹا تنگ دست ہو تو کیا غنی والد اپنے تنگ دست بیٹے پر خرچ کرے گا ؟

تو شیخ الاسلام بن تیمیہ رحمہ اللہ تعالی کا جواب تھا :

جی ہاں اگر بیٹا فقیر ہو اور کمائی کرنے سے عاجز اور والد مالدار ہو تو بیٹے پر بہتر اور اچھے طریقے سے خرچہ کرنا لازم ہے ۔ اھ یہ مختصر لکھا گیا ہے

دیکھیں مجموع الفتاوی الکبری (363/3) اور مجموع الفتاوی (105/34) ۔

علماء کرام کا اس پر بھی اختلاف ہے کہ اگر بیٹی بالغ ہو جائے تو کیا والد کے ذمہ اس کا خرچہ ہے کہ نہیں ؟

اکثر علماء کرام کہ کہنا ہے کہ شادی تک اس پر خرچہ لازم ہے، اور یہی قول اقرب الی الصواب ہے اس لیے کہ وہ کمائی کرنے سے عاجز ہے، واللہ اعلم ۔

علماء کرام کے کلام کا مجمل طور پر مفہوم یہی ہے، آپ کچھ نصوص اور ان کے دلائل جن سے علماء کرام نے استدلال کیا ہے مندرجہ ذیل کتب میں دیکھ سکتے ہیں :

علماء شافعیہ : کتاب الام (340/8)

علماء مالکیہ : المدونۃ (263/2) اور تبیین المسالک شرح تدریب المسالک (3/244) ۔

علماء حنفیہ : المبسوط (223/5) ۔

علماء حنابلہ : المغنی ابن قدامۃ (171/8) ۔

واللہ اعلم ۔